سلسلہ ۳
دعوات عبدیت حق

جزاء وسزا اور محاسبۂ اعمال کا دن

از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

(خطبۂ جمعۃ المبارک ۳ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ)

ضبط و ترتیب ادارۂ الحق

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ عن ابی ہریرۃؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوماً بارزاً للناس فاتاہ رجل فقال متی الساعۃ قال ما المسئول عنھا باعلم من السائل وساً خبرک عن اشراطھا اذا ولدت الامۃ ربتھا۔ الخ

ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام صحابہؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور حضورؐ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس بارہ میں آپ سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ البتہ قیامت کی نشانیوں سے تجھے آگاہ کر دوں گا۔ پہلی نشانی یہ کہ باندی اپنی آقا اور مالک کو جننے لگے۔ الخ

محترم بزرگو! میں نے ایک مفصل حدیث کا ٹکڑا پڑھا ہے۔ اس کے ایک حصہ کے بارہ میں کچھ بیان ہوگا جس میں قیامت کے بارہ میں دریافت کیا گیا ہے۔ اور حضورؐ نے اسکی چند علامات بیان فرمائی ہیں۔ اسلام نے ہمیں جن پاکیزہ عقائد کی تعلیم دی ہے۔ اس میں ایک اہم عقیدہ قیامت، کا بھی ہے کہ قیامت حق اور آنے والی ہے۔ دیگر آسمانی مذاہب میں بھی یہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔ گو صحیح رنگ میں نہ ہو مگر جو

کافر کا مقصد حیات

لوگ ملحد یا لامذہب اور آسمانی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں وہ قیامت سے منکر ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیٰ وما نحن بمبعوثین۔ (الآیۃ) (یہی دنیا کی چند روزہ زندگانی ہے۔ کہ جیتے اور پھر مریں گے اور آئندہ بھی ہم اٹھائے جانے والے نہیں)۔۔۔۔۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جو مرا بس خاک ہوکر اس کا قصہ ختم ہوا۔ باقی دنیا میں اپنی قسمت کے مطابق کوئی پچاس سال کوئی ساٹھ سال عیش و عشرت سے زندگی بسر کر دیتا ہے۔ اس لئے

یہ لوگ ہر چیز سے آزاد اور بے پرواہ ہیں۔ ان کا مقصد حیات صرف دنیا ہے۔ کہ عزت و دولت شہرت و راحت کسی طرح حاصل ہو جائے۔ یہ لوگ دین۔ قوم ماں باپ بہن بھائی کے حقوق کیا جانیں جبکہ ان کو حساب و کتاب کا فکر نہیں۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ بعض منکر خدا اقوام نے بھی ملک کے نظام اور امن وامان کیلئے کچھ قوانین وضع کر لئے ہیں۔ مگر وہ بھی صرف باہمی مفادات کی وجہ سے۔ اور خود غرضی کا جذبہ اس میں بھی پنہاں ہے۔ ورنہ یہ لوگ نہ خدا کے حقوق ماننے کے قائل ہیں نہ مخلوق کے۔

مومن کا مقصد حیات

دوسری طرف اسلام ہمیں سکھلاتا ہے۔ کہ موجودہ زندگی آخرت کا وسیلہ ہے۔ جو دائمی اور ابدی مسرت وشادمانی کی زندگی ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ موجودہ تمام عالم ایک دن ختم ہو کر دوبارہ پیدا ہوگا۔ نہ صرف انسان بلکہ حیوانات، چرند پرند سب کا اعادہ ہوگا۔ ہر شخص کا محاسبہ ہوگا۔ دعاوی ہوں گی اور اس کے ثبوت کے لئے دلائل اور شواہد پیش ہوں گے۔ یہ بر و بحر اور یہ کون و مکان سب گواہ بن کر حاضر ہوں گے جس جگہ تم نے نماز پڑھی نیک اعمال کئے وہ جگہ اور وہاں کی ہوا بھی گواہی دے گی۔ نماز با جماعت میں شامل ہونے والے ایک دوسرے پر گواہ ہوں گے۔ موذن کی آواز جہاں جہاں پہنچتی ہے۔ وہ تمام اشیاء گواہی دیں گی۔ حالانکہ اور خود سر لوگ جسطرح دنیا میں گواہوں کی موجودگی میں جرم کا اعتراف نہیں کرتے وہاں بھی ایسے لوگ کہیں گے۔ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ (قسم ہے اے ہمارے رب، ہم مشرک نہیں تھے۔) یہ تو سب تیری ہی مخلوق ہے ہیں ان کی گواہی صحیح نہیں تسلیم کرتا۔ تو خداوند تعالیٰ اسکی قوت گویائی سلب فرما کر اس کے اعضاء اور جوارح ہاتھ پاؤں ناک کان آنکھ اس کے اعمال بد جوا، چوری، ظلم، زنا، ناجائز نظر وغیرہ پر گواہ ہوں گے۔

الیوم نختم علی افواہھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون۔

آج ہم انکے منہ پر مہر کر دیں گے اور جو کچھ یہ لوگ کرتے رہے تھے۔ اسکو انکے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں انکی گواہی دیں گے۔

جیسے آجکل گراموفون یا ٹیپ ریکارڈ بج کر سب کچھ بیان کرتا ہے۔ یہی منظر وہاں بھی سامنے آئے گا اور آجکل کی سائنس نے یہ مان لیا ہے۔ کہ آوازیں تک بھی فضا میں محفوظ ہیں۔ ووجدوا ما عملوا حاضرا۔ (اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ اسے حاضر پائیں گے۔) نیز جسطرح آج کل یورپ میں بعض دفعہ علیٰ جرم کرتے وقت تصویر لے لی جاتی ہے۔ جسے بعد میں عدالت میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح

وہاں بھی اعمال متشکل بن کر سامنے آئیں گے۔ ہر حال عمل کرتا ہوا سامنے آئے گا۔ اسلام نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ دنیا نہ جزار کی جگہ ہے۔ نہ سزا کی۔ جزار کا بدلہ کام اور وقت سے پہلے نہیں ملا کرتا۔ دنیا کی زندگی میں بھی سب کیلئے محنت اور مزدوری کا وقت مقرر ہے۔ اور وقت سے پہلے تنخواہ نہیں ملا کرتی۔ اسی طرح جزار و سزا کیلئے خدا نے یوم القیامۃ پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی انسان پر بیشمار نعمتیں

بھائیو! اتنا سوچو کہ ہم اس دنیا میں خود نہیں آئے نہ خود پیدا ہوئے کسی نے ہمیں پیدا کیا۔ پھر ہر سیکنڈ کروڑوں نعمتیں ہیں جن کے لئے ہم اپنی زندگی میں محتاج ہیں۔ یہ زمین ہمارے چلنے پھرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اگر ذرا بھی قدموں سے سرک جاسے تو زندگی ختم ہو جائے۔ سورج کو روشنی اور حرارت کے لئے محتاج الیہ بنایا اگر اسکی حرارت نہ ہوتی تو فصل کہاں سے پکتا۔ ہوا اور پانی نہ ہوتے تو زندگی کیسے باقی رہ سکتی۔ یہ آنکھیں نہ ہوتیں تو دیکھتے کہاں سے زبان حرکت نہ کر سکتی تو بولتے کیسے، کان نہ ہوتے تو سنتے کیسے۔ ہاتھ پاؤں نہ ہوتے تو اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا محال ہو جاتا ــــ گویا کروڑوں نعمتیں ہیں جن پر ہماری زندگی کا دار و مدار ہے۔ یہ نعمتیں کس نے دی ہیں؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ ایک ماوراء الادراک اور مافوق الفطرۃ طاقت ہے جس طرف سے انعامات کی بارش ہو رہی ہے۔ اور اسی کو خدا کہا جاتا ہے۔ وہی ذات جس نے ہمیں پیدا کیا، ہماری پرورش کی، وہ ہمارا خالق اور رب ہے۔ تو کیا اس خالق کا ہم پر کوئی حق نہیں۔؟ ــــ ایک زمیندار بغیر ادائے حق کے مالک سے دس من گیہوں نہیں لے سکتا نہ ایک ملازم بغیر کام کے تنخواہ مانگ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ گائے اور بیل کو بھی بغیر ہل چلانے کے چارہ اور گھاس نہیں دیا جاتا تو جس ذات نے ہمیں اس چارے اور گھاس کا مغز گندم اور غلہ دیا تو اس کا کوئی حق نہیں۔ اور کیا یہ سب کچھ بلا مقصد ہو رہا ہے۔؟

افحسبتم انما خلقنٰکم عبثاً وانکم	تم سمجھتے ہو کہ کیا ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا
الینا لا ترجعون فتعالی اللّٰہ الملک الحق۔	کیا اور کیا تم ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے

جاؤ گے۔ سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے اور بہت بلند و بالاتر ہے۔

انسان کا کوئی کام بغیر حکمت کے اور بے فائدہ نہیں ہوتا۔ تو خدا جو اس سارے کارخانہ کا خالق، قادر حکیم اور منتظم ہے۔ کیا اس نے یہ کارخانہ عالم لغو پیدا کیا! ایک عقلمند یہی کہے گا۔ کہ ان نعمتوں کے دینے والا آقا کے حقوق ہیں۔ اور ان حقوق کو پورا کرنے والا اس کا جزار یقیناً الگ صورت میں پائے گا۔

قیامت کی ضرورت

اب جب کہ اس عالم کی تمام نعمتوں سے منکر اور مومن۔ کافر اور مسلمان

باغی اور مطیع سب یکساں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس روئے زمین پر اللہ جل مجدہ کی نعمتوں کا جو دستر خوان بچھا ہے۔ نہ صرف مسلمان بلکہ سکھ انگریز یہودی اور عیسائی بدکار قاتل فاسق اور فاجر سب اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں چین تا امریکہ قطب جنوبی تا قطب شمالی برابر ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ غرض یہ آسمان اور زمین تمام بنی نوع انسان کے لئے کار آمد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

الم نجعل الارض مھادا والجبال	کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخ
اوتادا وخلقنکم ازواجاً وجعلنا	نہیں بنایا۔ اور ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا
نومکم سباتاً وجعلنا الیل لباساً	بنایا۔ اور ہم ہی نے تمہاری نیند کو آرام
وجعلنا النھار معاشا وبنینا فوقکم	اور رات کو پردہ اور دن کو کمائی کا وقت
سبعاً شداداً وجعلنا سراجاً وھاجا	بنایا اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات
وانزلنا من المعصرات ماءً ثجاجاً	مضبوط آسمان بنائے۔ اور آفتاب کو
لنخرج بہ حبا ونباتا وجنت الفافا۔	روشن چراغ بنایا۔ اور ہم ہی نے پینے

والے بادلوں سے بکثرت پانی برسایا تاکہ ہم اس پانی سے غلہ اور سبزہ اگائیں اور گنجان باغ پیدا کریں۔

جبکہ یہاں ظالم و مظلوم دیندار اور بے دین سب ان نعمتوں میں شریک ہیں۔ اب اگر قیامت کا عقیدہ نہ مانا جائے اور جزاء و سزا کا دن نہ ہو تو یہ اندھیر نگری ہو جائے گی۔ دنیا غدار و وفادار کو ایک نظر سے نہیں دیکھتی۔ زمیندار بھی دودھ دینے والے اور سوکھی گائے بھینس کو ایک نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ تو کیا اللہ تعالیٰ جو خالق عالم حکیم وعلیم ہے۔ وہ مومن و کافر کے درمیان فرق نہ کرے گا۔ اور وہ ایک نہ ایک دن ظالم کو سزا اور مظلوم کو اس کی جزاء نہ دے، تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ اس دنیا میں تو ظالم و مظلوم نے یکساں زندگی بسر کی۔ اس کے عدل و انصاف کا ظہور کب ہوگا۔ مسلمان کے نزدیک اس ظہور کے موقعہ کو قیامت کہتے ہیں۔ دنیا اور قیامت کی مثال ایسی ہے جیسے کاشتکار نے غلہ بویا، کھاد ڈالی، پانی دیتا رہا۔ غلہ کے ساتھ گھاس کانٹے بھی پیدا ہوتے رہے۔ مگر کاشتکار ایک خاص وقت تک یکساں سب کو سیراب کرتا رہا۔ اور اس کے کھاد اور پانی سے اناج اور پھل کی نسبت گھاس اور بھوسہ زیادہ فائدہ حاصل کرتا رہا۔ دنیوی نفع بھی ظالم و سرکش زیادہ حاصل کرتے ہیں۔ اہل حق و دیندار مغلوب اور گمنام ہوتے ہیں۔ غرض چھ ماہ بعد کاشتکار نے کٹائی کے وقت فصل کاٹا اور کلیان میں ڈال کر بھاری بھاری مشینوں اور بیلوں سے روند ڈالا ہر طرح لے

پامال کیا۔ پھر گھاس اور بھوسہ الگ کر کے اسے جلا ڈالا۔ اور اناج کو صاف کر کے بحفاظت وصفائی رکھ دیا۔ اس زمیندار نے انصاف کیا۔ بھوسہ الگ کرنا ضروری تھا۔ مگر کافی عرصہ بعد اس نے اناج اور بھوسہ میں یہ امتیازی سلوک برتا۔

ایک شبہ اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ صرف نیکی وسچائی والے دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور تمام بے دین ملحد ختم ہوں۔ برائیوں کا وجود ہی نہ ہو۔ تو ایسا نہیں ہوسکتا۔ دنیا کی یہ زندگی گویا کاشتکار کے فصل کے چھ مہینے ہیں۔ کہ اس میں پھل اور کانٹے یکساں فائدہ اٹھائیں گے۔ کہ اس کھلیان پر حق وباطل کو الگ کر دیا جائے گا۔ اہل حق جنت اور اہل باطل جہنم میں بھیج دئیے جائیں گے۔ پھر وہاں ہر ہر عمل کا بدلہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ قیامت جو تمام عالم کے اعادہ کا نام ہے۔ یعنی نہ صرف زید کو زندہ کیا جائے گا۔ بلکہ اس کے تمام ماحول اور اس کی کارکردگیوں کے گواہ اور محل وقوع یعنی زمین وآسمان کو دوبارہ پیدا فرما دے گا۔ اس لئے صرف دعویٰ نہ ہوگا۔ بلکہ اس عدالت میں نہ صرف انسان بلکہ اس کا گھر بار نباتات وجمادات سب گواہ بنیں گے۔ ہر شخص کا علیحدہ فائل اور صحیفۂ اعمال ہوگا ــــــ دنیوی نعمتوں کے ذکر کے بعد خدا نے فرمایا : اِنَّ یوم الفصل کان میقاتا۔ (بیشک فیصلہ کا دن ایک مقررہ وقت ہے۔)

ہندوؤں کا عقیدۂ تناسخ قدیم فلاسفہ اور ہندوستان کے ہندو بھی ایک حد تک جزاء وسزا مانتے ہیں۔ لیکن قیامت کو نہیں بلکہ تناسخ کے قائل ہیں۔ کہ نیکوں کے روح بادشاہ، شاہزادہ یا کسی اونچے گھرانے کے افراد کے جسموں میں لوٹ کر آتے ہیں۔ اور برے اعمال والے کتے سانپ اور خنزیر کے جسم میں داخل ہو کر اسی شکل میں اپنے کئے کی سزا پاتے ہیں۔ میں زمانۂ طالب العلمی میں میرٹھ میں تھا۔ وہاں قیامت کے مسئلہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مناظرہ ہوا۔ مسلمان مناظر نے کہا کہ تمہاری مذہبی کتابوں میں ہے۔ کہ گوشت کھانے والا شخص دوبارہ دنیا میں کتے کی شکل میں آئے گا۔ اور میں نے خود بھی کباب وغیرہ کھایا تھا۔ اور یہ جو بڑے بڑے ہندو بیرسٹر وغیرہ موجود ہیں سب شراب وکباب والے ہیں۔ اور گوشت کھا چکے ہیں۔ جب مجھے ہندو دھرم کی کتابوں سے کتا بن کر سزا پانے کا علم ہوا۔ تو سخت متحیر ہوا کہ اب اس گناہ کی معافی بھی ہوگی یا نہیں۔ مجھے کہا گیا کہ اس گناہ کی معافی نہیں ہوسکتی۔ حیران تھا کہ کتا بننے سے کیسے بچوں اور سوچا کہ کتا بن کر مسلمانوں کے گھروں میں ہڈیاں چباتا پھروں اس سے تو یہ بہتر ہے کہ مذہب اسلام اختیار کر لوں۔ کہ کتا بھی نہ بنوں اور گوشت بھی جی بھر کر کھاؤں۔ کیونکہ

اسلام میں تمام گناہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ (یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔)

ہندو مذہب میں خدا کا تصور یہ ہے کہ ایک دفعہ گناہ کرنے کے بعد تمام عمر معافی مانگو وہ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔ جیسے کہ زبردست جابر و حاسد حاکم کبھی معاف نہیں کرتا۔ اسلام میں خدا کی شانِ رحمٰن و رحیم بیان کی گئی ہے۔

یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم	اے میرے بندو جنہوں نے اپنے آپ پر
لاتقنطوا من رحمۃ اللّٰہ۔	زیادتی کی ہے اللہ رحمت سے مایوس مت ہو۔

اللہ تعالیٰ مشفق ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے۔ صرف معافی مانگنے کی دیر ہے۔ معافی دینے میں کوئی مانع نہیں ــــــ

تناسخ کا یہ عقیدہ ہر لحاظ سے غلط اور خلاف عقل ہے۔ دنیا میں ہر مجرم اور نیکی کرنے والے کو جزا یا سزا کے وقت اپنی نیکی یا بدی کا علم ہوتا ہے۔ آج بھی بہادری اور شجاعت والوں کو تمغے دیئے جاتے ہیں۔ اور قیدی کو اپنے جرم و سزا کا پورا حال سنوا دیا جاتا ہے۔ عقیدہ تناسخ کے مطابق تو ہزاروں لاکھوں کتے اور خنزیر ہوئے ہیں۔ اور کئی اپنی نیکیوں کی جزا میں نعمتوں میں پل رہے ہیں۔ مگر مجرم کو جرم اور انعام پانے والوں کو اپنے عمل کا علم ہی نہیں۔ آج تک اپنا پہلا جنم کسی کو یاد ہی نہیں تو اس کے اعمال و افعال کسطرح معلوم ہوں۔ پہلے جرم کا اثبات ہوتا ہے۔ اگر جزاء و سزا کیلئے پہلے جنم کے گواہوں کو پیش کیا جائے تو گویا اعادہ عالم یعنی قیامت مان لینا ہوا۔ اور اگر مجرم ایک عالم میں اور اس کے گواہ دوسرے عالم میں رہیں تو بلا ثبوت و اثبات جزاء و سزاء دی گئی جو سراسر عدل و انصاف کے خلاف ہے۔ ادہر اسلام نے واضح تعلیم دی ہے۔ کہ از آدم تا قیامت تمام مخلوق یہاں سے فائدہ اٹھائے گی۔ یہ دار العمل ہے دار الجزاء نہیں۔ اور ایک مقررہ وقت پر تمام مخلوقات جاندار و غیر جاندار سب معاد ہوں گے۔ اور اسی دن کو قیامت اور یوم الساعت کہا جاتا ہے۔ بس عقلمندی یہ ہے۔ کہ وہاں کے لئے تیاری کی جائے۔ نہ یہ کہ اس کی تاریخ معلوم کرنے کے پیچھے پڑ جائے۔ ہوشیار شخص کو اگر کہا جائے کہ یہ چھت کمزور ہے اگر جائے گی تو وہ اس کے مضبوط کرنے کی کوشش کرے گا۔ نہ یہ کہ بارش کب ہوگی اور یہ کب گرے گی۔ قیامت کے بارہ میں قطعی علم بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں۔ البتہ حضرت جبرائیلؑ نے اجنبی کی شکل میں آکر حضور علیہ السلام سے اس کے بارہ میں سوال کیا حضور اقدسؐ نے حکیمانہ انداز میں جواب دیا اور کچھ

علامات بیان فرمائیں کہ جیسے انسان جب بوڑھا ہو جائے، سنبھل نہ سکے، اس کے اعضاء گرنے لگیں تو سمجھیے کہ اس کے مرنے کا وقت قریب ہے۔ اسی طرح اس عالم اکبر دنیا کے بارہ میں حضورؐ نے فرمایا کہ جب اصول اور افضل ذلیل مغلوب ہوں اور کم تر و فرومایہ اشیاء اور فروعات غالب اور معزز ہو جائیں تو قیامت قائم ہونے اور قریب ہونے کی علامت ہے۔ مثلاً فرمایا کہ اولاد ماں پر مالک کی طرح حاکم بن جائے یہ علامت ہو گی اس بات کی کہ عالم اکبر کی فضاء بالکل مسموم ہو چکی ہے۔ اور خبث انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ کتا بھی ایک ٹکڑے کے بدلے ساری رات اپنے محسن کی چوکیداری کرتا ہے اور چوپایہ بھی گھاس چارے کے بدلے مالک کی خدمت کرتا ہے جب کہ محسن کی قدردانی اور وفاداری کا جذبہ حیوانات میں بھی ہو۔ پھر انسان اس سے بھی محروم ہو جائے۔ تو یہ اس عالم کی تباہی کی دلیل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے بعد سب سے زیادہ احسانات والدین کے ہیں۔ سب سے بڑھ کر خیرخواہ اور ہمدرد والدین ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقل سلیم والا کوئی شخص بھی ماں باپ کی خدمت اور حسن سلوک اور قدردانی سے انکار نہیں کر سکتا۔

دوسری علامت حضورؐ نے یہ تبلائی کہ عورتیں مالک جننے لگیں گویا کہ عورت نے مالک کو جنا ہو اور ماں نے لڑکی کو نہیں بلکہ ماں کو جنا ہو ہر لڑکی ماں پر ایسی حاکم گویا یہ اس کی باندی ہے۔ اور لڑکی اس کی مالکہ یہی حال باپ اور بیٹے کا ہے۔ تو گویا یہ علامت ہے کہ عالم اکبر کا دماغ بالکل ماؤف ہو کر رہ گیا ہے۔ کہ محسن اور غیر محسن افضل اور کم تر کا فرق نہیں رہا جیسے کہ سرسام کے مریض کی امتیازی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ اور سب کو گالی دینے لگے تو حکیم کہہ دیتا ہے کہ اب یہ مریض مرے گا۔ عالم کا مزاج جب بگڑے گا تو جان لو کہ قیامت سے قبل اس کی فنا ہے۔ اور پھر اعادہ ہو گا۔ یعنی قیامت کے دن۔

خداوند کریم ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق دے اگر قیامت کے حساب و کتاب اور حضوری عقیدہ راسخ ہو جائے تو کیا مجال کہ پھر غلطی اور گناہ سرزد ہو۔ یہ دنیا کے اندر عذاب جو ملتا ہے۔ یہ تنبیہات ہیں۔ جیسے مدرسہ کے طالب العلم کو کبھی کبھی استاد تنبیہ کر دیتا ہے۔ مگر اصل فیصلہ قیامت اور جزاء و سزا کے دن ہو گا ۔۔۔۔۔۔۔ ☆

بقیہ صفحہ ۴۳ ہے۔ ایسے نادر موقعے۔ دعا کریں کہ ہمارے ارادوں میں خلوص ہو۔ جو کچھ ہم کریں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں۔ اس میں دنیاوی لالچ اور ریاکاری کا شائبہ نہ ہو۔ جنگ ختم نہیں ہوئی، اب ہم سب کو بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ہم ناموس دین کی خاطر لڑ رہے ہیں جب ایک دن مرنا ہی ہے تو ہم کیوں نہ ملت اسلامیہ کی خاطر سر ہتھیلی پر رکھ کر لڑیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اور ہمیں روسیاہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑا نہ ہونا پڑے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دشمن کے مقابلے میں لڑتے وقت ثابت قدم رکھے ۔۔۔۔۔۔۔ ☆